تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

تقریر

صحابہ رضوان اللہ علیہم کا عشقِ رسولؐ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (المجادلہ:23)

ترجمہ: تو کوئی ایسے لوگ نہیں پائے گا جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے ایسے لوگوں سے دوستی کریں جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہوں، خواہ وہ اُن کے باپ دادا ہوں یا اُن کے بیٹے ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے ہم قبیلہ لوگ ہوں۔ یہی وہ (باغیرت) لوگ ہیں جن کے دل میں اللہ نے ایمان لکھ رکھا ہے اور ان کی وہ اپنے امر سے تائید کرتا ہے اور وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں
محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا
خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 157 حاشیہ)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی دونوں جہانوں کا امام اور چراغ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی زمین وزماں کا روشن کرنے والا ہے۔ مَیں خوفِ خدا کی وجہ سے اُسے خدا تو نہیں کہتا مگر خدا کی قسم اس کا وجود اہلِ جہاں کے لئے خدا نما ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”صحابہؓ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم“

ایک مسلمان اُس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کامل نہ ہو، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر ادا، ہر ہر قول اور ہر ہر عمل سے سچا عشق نہ ہو، زندگی کے ہر معاملے میں سب سے پہلے نبوی طرزِ عمل کو ڈھونڈے، جی جان سے اُس پر عمل کی کوشش کرے، احکاماتِ نبوی کے مطابق زندگی کے شب وروز گزارنے کی جدوجہد کرے، اپنے معاملات، معاشرت، لین دین، خوشی وغمی ہر چیز احکاماتِ نبویؐ کے تابع کر دے، یہی ہر مسلمان سے تقاضا ہے، یہی اس کی زندگی کا منہج ومقصد ہونا چاہیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں اگر ہم دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے دنیا کی تمام چیزوں کی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قربان کر دیا تھا، آپؐ کی محبت میں ماں باپ، بہن بھائی، رشتہ دار قربان کر دیے، غرضیکہ سب کچھ قربان کر دیا، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو نہ چھوڑا۔ صحابہ کرامؓ کا معاملہ بھی عجیب تھا، ان کی محبت کا دارومدار بس عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا، اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا تو پھر خونی رشتے بھی بے معنی تھے اور اگر کوئی ایمان لایا اور خونی رشتہ نہ بھی تھا تو اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا۔ تاریخ انسانیت میں ایسا انقلاب نہ پہلے آیا اور نہ کبھی آئے گا۔ مکہ کے ظالم ہاتھ جو ظلم کرتے کرتے تھک جایا کرتے غصہ میں آ کر کہا کرتے کہ تم تو محمدؐ کے عاشق ہو گئے ہو۔ حالانکہ وہ یہ جملہ ان پر طنز کے طور بولا کرتے تھے مگر حقیقت تو یہی تھی کہ وہ واقعی عاشق

تھے اپنے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اپنے آقا کی الفت کی ایک نظر اُن کی تمام تر کلفتوں کو کافور کر دیتی۔ ہمیں ان عشاقِ صادق میں ایک سے بڑھ کر ایک اپنے عشق و وفا میں نمایاں نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اسی عشق کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

"گالیاں سنتے تھے، جان کی دھمکیاں دے کر ڈرائے جاتے تھے اور سب طرح کی ذلّتیں دیکھتے تھے پر کچھ ایسے نشۂ عشق میں مدہوش تھے کہ کسی خرابی کی پروا نہیں رکھتے تھے اور کسی بلا سے ہراساں نہیں ہوتے تھے... ایسے نازک زمانہ میں وفاداری کے ساتھ محبت اور عشق سے بھرے ہوئے دل سے جو دامن پکڑا جس زمانہ میں آئندہ کے اقبال کی تو کیا امید، خود اس مردِ مصلح کی چند روز میں جان جاتی نظر آتی تھی۔ یہ وفاداری کا تعلق محض قوت ایمانی کے جوش سے تھا جس کی مستی سے وہ اپنی جانیں دینے کے لئے ایسے کھڑے ہو گئے جیسے سخت درجہ کا پیاسا چشمہ شیریں پر بے اختیار کھڑا ہو جاتا ہے۔"

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 152-151 حاشیہ)

سامعین! صحابہ کرامؓ کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے لیکن وقت کی مناسبت سے آج کچھ واقعات بیان کروں گا۔

سب سے پہلے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی محبوب تھے اور خود اُن کی اپنی محبت کا تو کیا ہی کہنا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کا حکم ہوا تو ابو بکرؓ کو اپنے آقا کی محبت و رفاقت میں اپنی جوان بیٹیوں اور بیٹوں، اپنی پیاری بیوی اور اپنے نابینا بوڑھے باپ کا بھی خیال نہ رہا۔ بے اختیار پکار اٹھے یا رسول اللہ! مجھے اپنے ساتھ ضرور رکھیے گا۔ پھر ہجرت کا یہ سفر، زندگی اور موت کی ایک دوڑ تھی۔ لیکن ان مواقع پر بھی عشق و محبت کی کئی تصویریں نقش ہوئیں۔ وہ غارِ ثور جو سانپوں اور بچھوؤں اور موذی حشرات کی آماجگاہ تھی، ابو بکرؓ جیسے عاشق جاں نثار نے اپنے ہاتھوں سے اس کو صاف کیا۔ اس کے ہر سوراخ کو بند کیا اور اپنی رانوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ مبارک رکھ کر اپنے محبوب آقا سے درخواست کی کہ آپؐ کچھ دیر کے لئے آرام فرمالیں اور اس دوران کسی سوراخ سے بچھو نکلا اور آپؓ کو ڈنک مارا تو محبت و وفا کا یہ پُتلا اپنی ٹانگ تک کو نہ ہلاتا کہ کہیں آپؐ کے آرام میں خلل واقع نہ ہو۔ لیکن قوتِ برداشت جواب دینے لگی تو آنکھوں سے دو آنسو آپؐ کے جسد اطہر پر گرے۔ پوچھا: ابو بکر! کیا ہوا؟ ماجرا عرض کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان زخموں پر لگایا۔ اسی رفاقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک بار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو خوشخبری دی کہ تم پہلے شخص ہو جو میری امّت میں سے جنّت میں داخل ہو گے، تم غار میں میرے رفیق تھے اور حوضِ کوثر پر میرے رفیق ہو گے۔

(زرقانی جلد 1 صفحہ 335)

ایک بار خانہ کعبہ میں اسلام کے علانیہ اظہار پر کفّار حضرت ابو بکرؓ پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا جان ہی سے مار ڈالیں گے۔ لوگوں کے مخاطب کرنے پر بھی جواب نہ دیتے کہ سخت بے ہوشی کی کیفیت طاری تھی۔ شام کے وقت ذرا ہوش آیا، تو اس عاشقِ صادق کی زبان سے سب سے پہلے یہی الفاظ ادا ہوئے "مجھے بتاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری؟" والدہ کچھ کھلانے پر مُصر تھیں، مگر وہ مسلسل اپنے محبوبؐ کے متعلق پوچھے جا رہے تھے۔ کھانے پر زیادہ اصرار کیا، تو فرمایا "مَیں نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے، جب تک خدمتِ نبویؐ میں حاضر نہ ہو جاؤں، تب تک کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔" رات ڈھلی، تو والدہ اور بہن آپؓ کو سہارا دے کر چل پڑیں، یہاں تک کہ دارِ ارقم میں آپؐ کے پاس پہنچا دیا۔ آپؐ نے جب اپنے عاشق کو اِس حال میں دیکھا، تو اُن پر جُھک پڑے اور بوسہ دیا۔ صدیقِ اکبرؓ کی حالت دیکھ کر نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر رقّت طاری ہو گئی۔

(السیرت الحلبیہ جلد 1 صفحہ 295 بیروت)

سامعین! حضرت عمرؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبیدہ بن حارثؓ نے اپنے قریبی رشتہ داروں عتبہ، شیبہ، ولید وغیرہ کو قتل کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے والد کو کافروں کی حمایت میں مسلمانوں کے مقابلہ میں آنے کی وجہ سے قتل کر دیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کر دیا۔

غرضیکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے ماں، باپ، بہن، بھائی، عزیز و اقارب سب کو قربان کر دیا۔ اسی لیے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے جو خاکسار نے ابتداء میں تلاوت کیے ہیں۔

حضرت زید بن دثنہؓ کے عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بھی سامنے ہے۔ سولی دینے کی تیاری کی جا رہی ہے، زندگی ہر کسی کو پیاری ہے اور جب موت سامنے کھڑی ہو، تو سبھی جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں، مگر آسمان نے عشق کا ایسا نظارہ کم ہی دیکھا کہ خون کے پیاسے حضرت زیدؓ کے چاروں طرف کھڑے ہیں۔ ابو سفیان

نے کہا"زیدؓ!کیا تجھے پسند ہے کہ آج تیری جگہ محمد ہوتے اور تو اپنے اہل وعیال میں ہوتا؟" حضرت زیدؓ نے جواباً کہا "اللہ کی قسم!مَیں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ مَیں اپنے اہل وعیال میں ہوں اور حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا بھی چُبھے۔"اور پھر سولی پر لٹک گئے۔

(الحلبیہ جلد 3 صفحہ 170)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر صحابہ کو جمع کرکے ان سے مشورہ مانگا کہ دشمن کا مقابلہ مدینہ میں رہ کر کیا جائے یا مدینہ سے باہر نکل کر؟ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہؐ!ہم ہر قسم کی قربانی کے لیے حاضر ہیں اور حسب ضرورت ہم باہر نکل کر بھی دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے بھی یہی مشورہ دیا۔ دریں اثناء حضرت مقداد بن اسودؓ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ایسی پُرجوش تقریر کی کہ جس کا اثر انصار ومہاجرین سب پر ہوا اور سب ان جذبات سے سرشار ہوگئے جو حضرت مقداد کے تھے۔ انہوں نے عرض کیا"یارسول اللہؐ!ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح نہیں ہیں کہ یہ کہیں کہ آپ اور آپ کا رب جاکر لڑو۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ خدا کی قسم!ہم تو وہ وفا شعار غلام ہیں جو آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ یارسول اللہؐ!اگر آپ حکم دیں تو ہم اپنے گھوڑے سمندر میں ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔" صحابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مقداد نے جب یہ جوش بھرے الفاظ کہے تو ہم نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ بے شک اس وقت ایثار وفدائیت کے جذبے اگرچہ تمام صحابہ کے دل میں موجیں مار رہے تھے مگر ان کو زبان حضرت مقداد نے دی۔ اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر رونق آنا ایک طبعی بات ہے کہ آنحضورؐ کو خوش کرنے والے حضرت مقداد تھے۔ اسی لیے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے بزرگ صحابی بعد میں بھی بجا طور پر کہتے تھے کہ"آج بھی میری یہ دلی تمنا ہے کہ وہ نظارہ جو میں نے مقداد سے دیکھا اے کاش!میری تمام نیکیاں مقداد کی ہوتیں اور یہ نظارہ مجھ سے ظاہر ہوا ہوتا۔"

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ بدر)

سامعین! حضرت ابو ایوب انصاریؓ وہ انتہائی خوش بخت انصاری صحابی تھے جنہیں مدینہ میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت ابو ایوبؓ مکان کے اوپر کے حصہ میں رہائش پذیر تھے جبکہ نچلی منزل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دی۔ بعض اوقات آپ اور آپ کی اہلیہ محترمہ ساری ساری رات اس خیال سے جاگتے رہتے کہ ہمارے نیچے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں تو کہیں کوئی بے ادبی سرزد نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ اتفاق سے رات کے وقت پانی کا برتن ٹوٹ گیا جس سے پانی بہہ نکلا۔ حضرت ابو ایوبؓ کو فکر لاحق ہوئی کہ کہیں چھت سے پانی نیچے نہ ٹپک پڑے اور رسول خداؐ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ سخت سردی کا عالم تھا مگر انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے فوراً اپنا اوڑھنے والا لحاف پانی پر ڈال کر اسے خشک کر کے دم لیا اور خود دونوں میاں بیوی ساری رات سردی کے عالم میں اسی ٹھنڈے گیلے لحاف کو اوڑھے رہے۔ علی الصبح آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ کہہ سنایا اور درخواست کی کہ آپ اوپر کی منزل میں تشریف فرما ہو جائیں ہم نیچے مقیم ہوں گے۔ رسول اکرمؐ نے اسے قبول فرمایا اور بالاخانہ میں رہنے لگے۔

(الاستیعاب جلد 2 صفحہ 10)

حضرت ابو ایوبؓ انصاری روزانہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا بھجواتے اور جو کھانا بچ کر واپس آتا اُس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان دیکھتے اور جس طرف سے آپؐ نے نوش فرمایا ہوتا وہاں سے کھاتے۔

جنگ احد میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ پھیلی تو کئی صحابہؓ حواس باختہ ہوگئے اور سراسیمگی کی حالت میں ہمّت ہار بیٹھے۔ ایسے میں انسؓ بن نضر نے بے ساختہ کہا، اب بھلا آپؐ کے بعد زندگی کس کام کی؟ اٹھو اور اس مقصد کے لئے مر مٹو جس کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی ہے۔ یہ کہہ کر اکیلے ہی دشمن کی صفوں میں گُھس گئے اور جوانمردی سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ آپؓ کے جسم پر ستر زخم آئے، نعش پہچانی نہ جاتی تھی۔ آپؓ کی ہمشیرہ نے انگلی کے پورے پر ایک نشان سے پہچانی۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ احد)

سامعین! جنگ احد کے معاً بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ بن ربیع کا پتہ کروایا۔ ایک انصاری اُن کی تلاش میں نکلے اور زخمیوں اور نعشوں کے پاس آوازیں دینے لگے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ تب انہوں نے کہا"اے سعد!مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خبر لانے کے لئے بھیجا ہے"۔ تب ایک نحیف آواز آئی،

دیکھا تو سعدؓ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔انہوں نے ایسے وقت میں یہی پیغام دیا کہ آنحضورؐ کی خدمت میں سلام عرض کرنا...میری قوم کو بھی سلام دینا اور کہنا کہ اگر تمہارے جیتے جی رسول اللہ کو کوئی گزند پہنچی تو خدا کے سامنے تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہو گا۔

(الحلبیہ جلد 2 صفحہ 245)

سامعین! شراب کی حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو طلحہؓ کے گھر میں ہم جلیسوں کی ایک محفل جمی ہوئی تھی۔ مہمانوں کی تواضع کے لیے حسب دستور شراب بھی پیش کی جارہی تھی کہ اسی اثناء میں مدینہ کی گلیوں میں ایک منادی نے یہ اعلان کیا کہ اے لوگو! سنو شراب حرام کر دی گئی ہے۔ اس اعلان کا سننا تھا کہ ابو طلحہؓ نے اس نوجوان کو جو شراب کے جام تقسیم کر رہا تھا حکم دیا کہ شراب کے سارے مٹکے فوراً توڑ دو اور ساری شراب بہا دو۔ کسی نے کہا کہ پہلے اس اعلان کی تصدیق تو کر لو مگر آپ نے فرمایا کہ جب ہمارے کانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پڑ گیا تو پھر پہلے اس کی تعمیل لازم ہے تصدیق بعد میں ہو گی۔ اور یوں راوی کہتے ہیں کہ اس دن مدینہ کی گلیوں میں شراب بہتی پھرتی تھی۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ المائدہ)

جنگ بدر کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیر کے ساتھ اسلامی لشکر کی صفیں درست کر رہے تھے۔ ایک صحابی سواد نامی صف سے کچھ آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے تیر کے اشارہ سے انہیں پیچھے ہٹنے کو کہا تو اتفاق سے تیر کی لکڑی آہستہ سے ان کے سینہ پر لگی۔ انہوں نے جرأت کر کے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! آپ کو خدا نے حق وانصاف کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ مگر آپ نے مجھے ناحق تیر مارا۔ میں تو اس کا بدلہ لوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سراپا انصاف اور مساوات تھے کب اس بات کو گوارا کر سکتے تھے کہ کسی شخص کے دل میں خیال رہے کہ آپ نے اس سے زیادتی کی ہے۔ چنانچہ آپ نے فوراً فرمایا کہ بہت اچھا تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میرا سینہ ننگا تھا۔ جس وقت آپؐ کا تیر مجھے لگا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے سینہ مبارک سے کپڑا اٹھا دیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ دنیائے عشق ومحبت میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ حضرت سواد آگے بڑھے اور نہایت ادب کے ساتھ اپنے پیارے محبوب کے سینہ مبارک کو چوم لیا۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ سواد یہ تمہیں کیا سوجھی۔ حضرت سواد نے رقت بھری آواز میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جنگ کا میدان ہے اور خدا جانے کون زندہ رہتا ہے اور کسے شہادت کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔ میرے دل میں یہ خیالات موجزن تھے کہ معلوم نہیں پھر اس مقدس واطہر جسم کو دیکھنے، چھونے کی سعادت کبھی حاصل ہو سکے گی یا نہیں۔ اس لیے میں نے چاہا کہ مرنے سے قبل ایک مرتبہ آپ کے جسم مبارک کو تو چھو لوں اور اس کے لیے میرے دل نے یہی صورت تجویز کی۔

(سیرۃ ابن ھشام ذکر غزوہ بدر)

پیارے بھائیو! حضرت انسؓ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ کا عشق تھا۔ مدینہ ہجرت کے بعد چھوٹی عمر میں ہی رسول اللہؐ کی خدمت کے لیے وقف ہو گئے اور پھر آخری سانس تک اسے خوب خوب نبھایا۔ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ کے پاس رسول اللہؐ کا ایک موئے مبارک تھا۔ فرمایا کہ یہ دفن کے وقت میری زبان کے نیچے رکھ دینا اور رسول اللہؐ کی ایک چھڑی بھی آپ کے پاس تھی تو وہ بھی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے پہلو میں دفن کی گئی۔ سبحان اللہ! زندگی میں بھی اپنے آقا کے ہر حکم کے غلام اور ہر شے کے محافظ تھے مگر اپنے محبوب کی جو شے میسر تھی اس سے بوقت وفات بھی جدائی گوارا نہ کی۔

(سیرت صحابہ رسول اللہؐ صفحہ 505)

حضرت انسؓ جب رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک بیان کرتے تو ایک ایک خدوخال پر روشنی ڈالتے۔ آپ کا بیان کانوں میں امرت گھول دیتا۔ ایک دفعہ اپنے محبوب رسول اللہؐ کا ذکر کرتے ہوئے بے اختیار کہہ اٹھے کہ "قیامت کے روز جب رسول اللہؐ کا سامنا ہو گا تو عرض کروں گا کہ غلام حاضر ہے" جب مجلس میں ذکرِ رسولؐ کرتے آقا کے لیے بے چین ہو جاتے تو گھر جا کر تبرکات نبوی نکالتے اور یوں دل بہلاتے۔

(ترمذی کتاب المناقب باب انس بن مالک)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد اللہ بن رواحہؓ کی فدائیت اور اطاعت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ مسجد میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس دوران آپؐ نے فرمایا۔ لوگو! بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ مسجد سے باہر خطبہ سننے کے لیے حاضر ہو رہے تھے۔ وہ وہیں زمین پر بیٹھ گئے اور گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔ کسی نے انہیں دیکھ کر کہا کہ حضورؐ کے مخاطب تو مسجد میں موجود لوگ تھے۔ مگر حضرت عبد اللہ نے کہا کہ میرے کانوں میں تو رسول

اکرمؐ کا یہ حکم پڑا کہ بیٹھ جاؤ اور اس پر اطاعت لازم تھی۔ اگر اسی وقت میری جان نکل جاتی تو میں خدا کو کیا جواب دیتا کہ میں نے رسول اکرمؐ کا فرمان اپنے کانوں سے سنا مگر اس کی اطاعت نہ کر سکا۔ اس بے نظیر فدائیت پر رسول اکرمؐ نے بھی خوش ہو کر انہیں دعا دی اور فرمایا ”اے عبد اللہ بن رواحہ! اللہ اور رسول کی اطاعت کا تمہارا یہ جذبہ اللہ تعالیٰ اور بڑھائے“

(الاصابہ جزو4 صفحہ 66)

سامعین کرام! صحابہ رضوان اللہ علیہم تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں پور پور سرشار تھے ہی۔ صحابیات کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا بے نظیر اخلاص تھا کہ وہ حضورؐ کے وجود کو اپنے تمام اقرباء سے زیادہ قیمتی تصور کرتی تھیں۔ جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمع صحابہ کرام شام کے قریب مدینہ کو واپس ہوئے۔ چونکہ اس جنگ میں یہ افواہ پھیل چکی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت پائی ہے اس لیے مدینہ کی عورتیں عالمِ گھبراہٹ میں گھروں سے نکل کر رستہ پر کھڑی تھیں۔ اور عالمِ بے تابی میں منہ اٹھا اٹھا کر دیکھ رہی تھیں کہ اس طرف سے کوئی آتا ہوا دکھائی دے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کریں۔ ایک انصاری عورت نے ایک شخص سے جو اسے احد سے واپس آتا ہوا دکھائی دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا۔ اس آدمی نے عورت سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ تمہارا باپ شہید ہو گیا ہے۔ اس عورت نے اپنی بے تابی کے باعث اس خبر کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے پھر حضورؐ کے متعلق پوچھا۔ اس نے پھر اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ کہا کہ تمہارا بھائی بھی شہید ہو چکا ہے۔ مگر اس عورت کے نزدیک اس وقت سب سے اہم خبر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کرنا تھی۔ باپ بھائی ثانوی حیثیت رکھتے تھے۔ اس لیے اس نے نہایت بے تابی کے ساتھ پھر وہی سوال دہرایا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا کہ آپؐ کیسے ہیں لیکن اب بھی اس شخص نے اسے اس کے خاوند کی شہادت کی اندوہناک خبر سنائی۔ وہ عورت پھر بے چین ہو کر بولی کہ مجھے ان خبروں کی ضرورت نہیں۔ مجھے تو صرف یہ بتاؤ کہ رسول خداؐ کا کیا حال ہے۔ آخر جب اس نے اسے بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں اور واپس تشریف لا رہے ہیں۔ یہ جواب سن کر اس عورت کی جان میں جان آئی اور باوجود یہ کہ ایک لمحہ پہلے وہ اپنے تمام خاندان کی تباہی کی خبر سن چکی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کی خبر نے تمام صدمات کو اس کے دل سے محو کر دیا اور ایک ایسی راحت اور تسکین کی لہر اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی کہ بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا کہ كُلُّ مُصِيبَةٍ جَلَلٌ یعنی اگر آپؐ زندہ ہیں تو پھر سب مصائب ہیچ ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد 3 صفحہ 105)

حضرت ام عمارہؓ ایک صحابیہ تھیں۔ غزوہ احد میں جب ایک اچانک حملہ کی وجہ سے بڑے بڑے بہادران اسلام کے پاؤں کچھ وقت کے لیے اکھڑ گئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی حفاظت کے لیے پہنچ گئیں۔ کفار آپ کو گزند پہنچانے کے لیے نہایت بے جگری کے ساتھ حملہ پر حملہ کر رہے تھے۔ ادھر آپ کے گرد بہت تھوڑے لوگ رہ گئے تھے۔ جو آپؐ کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں پر کھیل رہے تھے۔ ایسے نازک اور خطرناک موقعہ پر حضرت ام عمارہؓ آپؐ کے لیے سینہ سپر تھیں۔ کفار جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرتے تو وہ تیر اور تلوار کے ساتھ ان کو روکتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ میں غزوہ احد میں ام عمارہ کو برابر اپنے دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔ ابن قمیہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عین قریب پہنچ گیا تو اسی بہادر خاتون نے اسے روکا۔ اس کمبخت نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس جانباز خاتون کا کندھا زخمی ہوا۔ اور اس قدر گہرا زخم آیا کہ غار پڑ گیا۔ مگر کیا مجال کہ قدم پیچھے ہٹا ہو بلکہ آگے بڑھ کر اس پر خود تلوار سے حملہ آور ہوئیں اور ایسے جوش کے ساتھ اس پر وار کیا کہ اگر وہ دوہری زرہ نہ پہنے ہوئے ہوتا تو قتل ہو جاتا۔

(سیرۃ ابن ہشام ذکر احد)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں فرمایا کہ

أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ

(الاحکام لابن حزم 6/44)

یعنی میرے صحابہ رضوان اللہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس بھی جلیل القدر صحابی کے نمونہ پر چلوگے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں میں اپنے پیارے نبیؐ کی وہی محبت موجزن کر دے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں تھی۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

۞۞۞۞